

اَجْمَلُ الرُّشَادِ أَصْلُ حَرْفِ الضَّادِ

مصنف

اجمل العلماء فضل الفضلاء سلطان المناظرين
حضرت لانا الحاج محمد جمال صاحب الدار مفتی ہند

ناشر

(مفتی) محمد اختر خاص الدین اہلبلی
منہ کا پتہ :- اجمل کتب خانہ مدر اجمل العلوم سنبھل

(جمہ حقوق بحق ابن مصنف محفوظ)

وَرَقِلَ الْقُرْآنَ تَرْقِيًا ۝

الحمد للہ، حرف مضاد کی تحقیق میں یہ بے نظیر جواب رسالہ جس میں حضرت
اجل العالیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان نے علم فقہ و تجوید کی معتبر کتابوں سے دلائل و براہین کی
روشنی میں واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ ضناد اپنے مخرج و صفات اور نطق کے لحاظ
سے ظار و آل دونوں سے ممتاز و جدا اور ان دونوں سے علیحدہ حرف ہے

مسئلی بنام تاریخی

اجمل الارشاد فی اصل حرف الضاد

۱۹ ۶ ۴۶

تصنیف لطیف :-

مرجع الحقیقین و مؤلف المصنفین اجل العالیٰ مفتی ہند حضرت مولانا انصاری الحاج الشاہ
محمد اجل قادری رضوی اشرفی شیخ علی الرحمۃ بانی مرکزی مدرسہ اہل سنت اجل العلوم

حسبہ فرمائش :-

الحاج صوفی محمد خالد رضوی بہجوری شیخون بیس لاہور،
طابع و ناشر :- (مولانا) محمد اختصاص الدین آجملی فلف اصغر مصنف علیہ الرحمۃ
(مفتی اعظم سنبھل)

ملنے کا پتہ :- اجلی کتب خانہ مرکزی مدرسہ اہل سنت اجل العلوم

سنبھل ضلع مراد آباد یو پی (انڈیا) پین ۲۲۴۲۰۲، فون ۷۳۵

(ارشاد کتابت سینٹر اصالہ پورہ چورہہ بہادر)

تقریظ جلیل

بقیۃ السلف حجتہ الخلف عمرۃ المحققین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ
محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ الاجل النعیمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم اسماعیلیہ جو دھپور مفتی اعظم راجستھان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ : حضرت سیدی مرشدی مولانا مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ
رشد و ہدایت علامہ مولانا مولوی الحاج القاری مفتی الشاہ محمد اسحاق
مفتی ہند قدس سرہ العزیز نے "حرفِ ضاد" کے مخرج اور اس کی ادائیگی سے
متعلق رسالہ مبارکہ "اجمل الارشاد فی اصل حرف الضاد" تحریر فرما کر
قوم مسلم پر احسان عظیم فرمایا عصر حاضر میں یہ رسالہ اپنی مثال آپ ہے مولیٰ تعالیٰ اس کو
مقبول عام بنائے اور سب مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت ممدوح کی شخصیت و علم و فضل و کمال انہیں من الشمس و امین من الایم ہے
جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تحقیق کے دریا بہا دے۔ اہل علم و فضل مشکل مسئلے آپ کے
پاس بھیجتے۔ جواب شافی پاتے "فتاویٰ اجملیہ" اس پر شاہد ہے
انشاء اللہ العزیز فتاویٰ اجملیہ بہت جلد طبع ہو کر منظر عام پر آئے گا۔

محمد اشفاق حسین اجملی نعیمی

صدر مدرس دارالعلوم اسماعیلیہ جو دھپور راجستھان

مورخہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ ۷ دسمبر ۱۹۹۸ء

رسالہ

اجمل الارشاد فی اصل حرف الضاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ:
(۱) لفظ "ضاد" مثل "ظاہر" کے پڑھا جائے گا یا دال مفتوحہ۔

(۲) سورۃ فاتحہ میں مغضوب کی ضاد کی جگہ ظاہر یا دال مفتوحہ پڑھے یا
ضالین کی "ضاد" کی جگہ ظاہر یا دال مفتوحہ پڑھے تو ایسے شخص
کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ان سوالات کے جوابات کتب
تجوید و کتب فقہ سے مع حوالے کتاب مطلوب ہیں؟
عبدالحق السائل

الجواب

الحمد لله الذی نزل علینا القرآن فہو یدہی الی سبیل
الرشاد، و میز الحروف بمخارجھا و صفاتھا و اصواتھا مع
السداد فادعاء وحدۃ الصوت باطل فی الظاء و الضاد و من
تعتمد بالتبذیل حروفا من حروفہ فلہ بئس المہاد، و
الصلوۃ والسلام علی فرد الافراد، دافع الفساد، و اہب المراد
سیدنا و مولانا محمد، افضل العباد و علی آلہ، اصحابہ الامجاد،
امابعد! اس زمانے میں ایک شرف و تفضیل اور فرقہ متفرقہ ہے کہ فساد

کی راہیں چلتا اور مسلمانوں میں فرقہ اندازی کی بنیادیں ڈالتا رہتا ہے۔ دن رات ایسے ہی تراش و تراش اس کا پیشہ و شہوہ ہے اس کو نئی بات نکالنے میں مزہ آتا ہے یہ فرقہ "ض" کو "ظ" پڑھتا ہے اور اسی پر اصرار کرتا ہے اور چند قواعد تجوید دیکھ کر قاری بنتا ہے اور دیدہ و دانستہ "ض" کو "ظ" پڑھتا ہے اور مشتبہ الصوت کی آڑ لیکر قرآن عظیم میں تحریف کرتا ہے لہذا اس کو تجوید اور فرقہ دونوں اعتبار سے قدرے تفصیل سے عرض کیا جاتا ہے۔

دال کا مخرج زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کی جڑ کا مابین اوپر کے تالو کی جانب صعود کرتے ہوئے علامہ علی قاری منہ فکر یہ شرح جزریہ مصری میں فرماتے ہیں :

مخرج الطاء والدال والتاء من طرف اللسان ومن الثنایا العلیا یعنی مابینہ و بین اصول الثنایا العلیا مصعدا الی الحنک الاعلی (منہ فکر یہ مصری صلا) ظاء کا مخرج زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے اسی منہ فکر یہ مصری میں ہے (الطاء والدال و ثا للعلیا) ای مخرج هذه الثلاثة خاص للثنایا العلیا (من طرفہ) ای من طرف اللسان و اطراف الثنایا العلیا (منہ فکر یہ مصری صلا) "ضاد" کا مخرج زبان کی بائیں جانب جب بالائی دائروں سے متصل ہو کر دراز ہو کر یہ آسان ہے۔ یاد دہنی جانب سے اسی طرح کہ کچھ دشوار ہے۔ یا اسی طور سے داہنی اور بائیں دونوں جانبوں

سے ایک ساتھ نکالنا کہ یہ بہت زیادہ دشوار ہے۔ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محققات سے ہے۔ اسی شرح جزری مصری میں ہے ، تخرج الضاد من طرف اللسان مستطیلہ الی مایلی الاضراس من الجانب الایسر و هو الایسر والاكثر ومن الایمن و هو الیسیر العسیر والمعتبر او من الجانبین معا و هو من مختصات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (منہ فکر یہ مصری صلا) یہ ہر ایک کا مخرج ہے۔ خاص کر ضاد میں صرف زبان کا اگلے دانتوں سے لگنا یا فقط زبانی نوک سے کام لینا یا زبان کا تالو کی جانب نہ اٹھنا یا اعتماد ضعیف ہو جانا یا مخرج لام کے قریب تک استطالات کا نہ ہونا انہیں کا ہر ایک ضاد کو مخرج سے ادا ہونے کے لئے مانع ہے۔

لہذا "د، ظ، ض" ان میں ہر ایک کا مخرج جداگانہ ہے تو ان میں پہلا فرق من حیث المخارج ہوا۔ دوسرا فرق ان میں صفات کا ہے کہ "ض" مجموعہ مجہورہ، رنوخہ، مستعلیہ، مطبقہ، مصمتہ، مستطیلہ ہے اور "ظ" مجموعہ مجہورہ، رنوخہ، مستعلیہ، مطبقہ، مصمتہ ہے۔ اور "د" مہملہ مجہورہ، شدیدہ، مستقلہ، منقحہ، مصمتہ، قفلہ ہے۔ لہذا "ض" مجموعہ کو "ظ" مجموعہ سے صرف ایک صفت استطالات کا فرق ہے کہ "ض" مجموعہ مستطیلہ ہے اور "ظ" مجموعہ مستطیلہ نہیں۔ اور "ض" مجموعہ کو "د" مہملہ سے چند صفات کا فرق ہے کہ "ض" مجموعہ رنوخہ ہے اور "د" مہملہ اس کی

ضد شدیدہ ہے اور ض مجعہ مستطیدہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد قصیرہ ہے اور ض مجعہ مستعلیہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد مستقلہ ہے اور ض مجعہ مطبقہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد منفتحہ ہے اور د مہملہ قلقلہ ہے اور ض مجعہ غیر قلقلہ ہے بالجملہ یہ تینوں حروف متبائنہ متغایرہ من حیث الخارج والصفات ہوتے تو تلاوت قرآن مجید میں ایک کو دوسرے سے قصداً بدلنا حرام و گناہ عظیم و تحریف قرآن کریم ہے خود ض اور ظ میں ایک کا دوسرے سے بدلنا فقہائے کرام نے کفر لکھا ہے محیط میں ہے:

سئل الامام الفضلی	امام فضلی سے اس شخص کا حکم دریا
عن یقراء الظاء المعجمة	کیا گویا بوض کی بگڑ یا ظ کی جگہ ض
مکان الصاد المعجمة (و علی	پڑھتا ہے فرمایا اس کی امامت
العکس فقال لا تجوز لامتہ	جائز نہیں اور اگر قصداً کیا کافر
ولو تعمداً یکفر (از شرح فقہ کبیری)	ہو جائے گا۔

اسی طرح عالمگیری میں ہے اب جو لوگ ض کو قصداً ظ پڑھتے ہیں وہ اپنا حکم اس عبارت میں تلاش کر لیں اور خود دولت ایمان ضائع نہ کریں۔

اشتباہ صوت بعض تنویدین ہمارے ناواقفوں سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ض اور ظ میں اشتباہ بالصوت ہے اس لئے ض بوقت اداظ کا ہم آواز معلوم ہوتا ہے لہذا ہم اس فریب کا اظہار کرنا بھی ضروری جانتے ہیں۔ اشتباہ صوت کے اسباب چند ہو سکتے ہیں ایک حرف کا دوسرے

حرف سے متحد فی الخرج ہونا یا متقارب فی الخرج ہونا یا مشارک فی الصفات ہونا یا قصور زبان کی وجہ سے حروف کا مشتبہ ہو جانا۔

قسم اول

یعنی خرج میں اتحاد یا قرب کی وجہ سے حروف کا مشتبہ بالصوت ہونا اس اشتباہ کے زائل کرنے کے لئے چند امور کا لحاظ

بہت کافی ہے حروف کا تباین و تغایر وضعی ہر حرف کی صوت طبعی، صفات عامہ صفات خاصہ کا فرق بلکہ ہر ایک حرف کی ادائیگی کی مخصوص کیفیات مشتبہ الاصوات حروف میں ایسا بین طور پر امتیاز پیدا کر دیتی ہیں جس سے ہر سامع عام ان میں کہ وہ فن تجوید سے منسلک رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ تغایر مشتبہات کو بآسانی معلوم کر لے گا اور مشتبہ الاصوات حروف میں عوام کا سامعہ بین فرق کرے گا۔

مقارب الخارج حروف میں ان تمام امور کے باوجود خود تغایر بین الخارج ایک سب سے بڑی امتیاز پیدا کرنے والی چیز ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی حرف کو دوسرے حرف کا عین بنادینا سخت غلطی ہے اس حاصل قسم اول کے مشتبہ الصوت حروف کا فرق سیکھنا نہایت ضروری ہے کہ اس سے کلمہ بدل کر کبھی معنی متغیر ہو جاتے ہیں۔ کبھی کلمہ مہمل اور بے معنی ہو جاتا ہے۔

قسم دوم

یعنی حروف کا مشارکت فی الصفات کی وجہ سے مشتبہ الصوت ہونا تو اس اشتباہ کو زائل کرنے والی بھی چند

چیزیں ہیں (۱) ہر حرف کا تغایر و تباین وضعی (۲) ہر ایک کی صوت طبعی

(۳) ہر حرف کے ادا کرنے کی مخصوص رعایات (۴) بعض میں صفات خاصہ کہ ان میں سے ہر ایک ایسے مشتبہ الاصوات حروف میں ہیں فرق پیدا کرنے کے لئے، کافی ہے پھر سب کا اجتماع تو کمال درجے کا امتیاز پیدا کر دے گا۔ اور اگر ان مشارک فی الصفات حروف میں تغایر بین الخارج بھی ہے تو یہ ایک خود زبردست فارق موجود ہے۔

لہذا اس قسم دوم کے مشتبہ الاصوات حروف کا فرق سیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس فرق کے نہ ہونے سے بھی کلمہ بدل کر معنی بعید یا لفظ مہمل ہو جاتا ہے اور یہ بات مسائل زلۃ القاری کے احکام کا دار و مدار ہے مگر اس زمانے کے چند متجدد نے مشارکت فی بعض الصفات کا نام اتحاد ذات سمجھ رکھا ہے اسی بنا پر انہوں نے حق مجمع کو بالقصد ظ مجمع پڑھنا شروع کر دیا ہے اور جب کوئی شخص ان پر اعتراض کرتا ہے تو نہایت جرات اور دلیری سے کہہ دیتے ہیں کہ حق مجمع کو چونکہ ظ مجمع سے اکثر صفات میں مشارکت ہے اس لئے حق کو ظ کی آواز ہی میں ادا کیا جائے گا۔ اور یہ دونوں مشتبہ الصوت حروف ہیں۔

لہذا میں زیادہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان جیسے مدعیان علم تجوید کے مغالطوں کی حقیقت سے آگاہ کر دوں۔ اگر بقول ان کے صرف مشارکت فی بعض الصفات ایک حرف کی آواز دوسرے حرف میں فنا کر دیتی ہے اور ان کے امتیاز وضعی کو میٹ کر دونوں کو بالکل متحد بالصوت بنا دیتی ہے تو میں ان مدعیان علم تجوید سے دریافت کرتا ہوں

کہ "ح مہملہ" اور "ش مجعہ" پانچ صفات مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفتحہ، مصمتہ ہونے میں مشارک ہیں "ش مجعہ" میں صرف ایک صفت تفضی زلۃ القاری ہے اسی طرح "د مہملہ اور ب موحده" پانچ صفات مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفتحہ، تعلقہ ہونے میں مشارک ہیں۔ ان میں صرف ایک صفت کافرق ہے کتب موحده "مذلقہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد مصمتہ ہے۔

یہ دو مثالیں وہ تھیں کہ جن میں ایک ایک صفت کافرق ہے اب دو مثالیں وہ لیجئے کہ جن میں ایک صفت کافرق نہیں پہنچنا چاہیے "ث" اور "ث ثلثہ" کہ ان دونوں میں ایک صفت کافرق بھی فرق نہیں ہے یہ دونوں مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفتحہ، مصمتہ ہونے میں برابر ہیں اسی طرح "ک" اور ت فوقانیہ کہ یہ دونوں بھی مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفتحہ، مصمتہ ہونے میں برابر ہیں۔ لہذا اب ان قاریوں کو چاہیے کہ جس طرح حق مجمع اور ظ مجمع میں اکثر صفات کی مشارکت اور ایک صفت کافرق ہوتے ہوئے "قر" کو ہم آواز ظ کا پڑھتے ہیں تو اسی طرح "ش" کو حق کا ہم آواز اور د کو ب کا ہم آواز پڑھیں کہ ان میں بھی اکثر صفات میں مشارکت ہے صرف ایک صفت کافرق ہے اور آخر کی دونوں مثالوں میں مشارکت کل صفات میں ہے "حق" و "ظ" میں ایک صفت کافرق بھی تھا یہاں تو کسی صفت کافرق ہی نہیں تو ان قاریوں کو نہ فقط "ث" کو "ک" کا ہم آواز اور "ک" کو "ت" کا ہم آواز بلکہ "ث" کو "عین" "ث" اور "ک" کو "ت" اپنے ہی قاعدہ کے بموجب پڑھنا ضروری ہے باوجودیکہ عوام کا

سامع بھی "ش" و "ح" کی اور "دوب" کی اور "دو" کی اور "ک" و "ت" کی
آوازوں میں ہیں فرق جانتا ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز
سمجھتا ہے۔

اور سنئے طہمہ اور ت فوقانیہ مشتبہ الصوت ہیں باوجودیکہ یہ اکثر
صفات میں متغائر ہیں "طہمہ، مستعلیہ، مطبقة، قلقلہ ہے اور ت"
فوقانیہ میں ان چاروں کی اصدا صفات ہیں یعنی مہولہ، مستقلہ، منفقہ
غیر قلقلہ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر مشتبہ الصوت ہونے کا مدار صرف مشارکت
فی الصفات ہی پر ہوتا تو باوجود چار صفات کے فرق کے طہمہ اور ت مشتبہ
الصوت نہ ہوتے اور پہلی چار مثالیں مشتبہ الصوت ہوتیں کہ ان میں
اکثر صفات اور کل صفات میں مشارکت ہے۔ فاعتبروا آیاتہا المتجدد
لہذا اب نہایت واضح اور روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ حروف کے مشتبہ
الصوت ہونے کا مدار صرف مشارکت فی الصفات ہی قرار دینا نہایت
فریب و جمل اور نادانی و جہل ہے۔

علاوہ انہیں ان متجددین نے مشتبہ الصوت ہونے کا یہ مطلب
کہاں سے تراشا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ایسے ہم آواز ہوں گے
کہ جن میں سامع کوئی امتیاز نہ کر سکے۔ دیکھتے ہی "ت" اور "طہ" مشتبہ
الصوت ہیں باوجودیکہ ہر سامع ان کی ادائیگی کے وقت ان میں ہیں فرق
جانتا ہے۔

لہذا اب ان مدعیان علم تجوید کا حق کو بالقصد ظ پڑھنا اور صرف گلوغلامی
کے لئے مشتبہ الصوت کو آڑ بنالینا قرآن کریم میں تحریف ہے اور حرف
قرآنی سے انکار ہے

لطیفہ : مشابہت جانیں سے مساوات چاہتی ہے لہذا اس کی کیا
وجہ ہے کہ ض کو ہم آواز ظ کا پڑھا جاتا ہے اور ظ کو ہم آواز ض
کے نہیں پڑھا جاتا اس میں مرج کیا ہے بلکہ ظ کو ض کا ہم آواز
پڑھنا چاہیے کہ ض میں ایک صفت استطالت زائد ہے اور
زیادتی دلیل ترجیح ہو سکتی ہے بعض متجدد یہ کہہ دیتے ہیں کہ ض
کی ادائیگی میں نہایت دشواری اور اشکال ہے تو یہ عذر تبدیل
حرف کو جائز نہیں کر دے گا کہ اس طرح تو ہر شخص اپنی آسانی اور
سہولت میں اپنے لب و لہجہ میں جو حرف چاہے گا بدل دے گا۔
اور جا بجا قرآن کریم میں تحریف کرنے پر جری ہو جائے گا۔

قسم سوم یعنی زبان کے قصور کی بنا پر حروف کا مشتبہ الصوت ہونا
اس کیلئے حتی الامکان تجوید کا اس قدر سیکھنا کہ حروف
خارج سے ادا ہوں ہر حرف کو دوسرے سے ممتاز کرے وقفوں اور
حرکتوں کا لحاظ کرے، فرض ہے کہ ایسا شخص صحیح خوانوں کی امانت نہیں
کر سکتا۔ کما فصلنا فی فتاویٰنا باحکام مفصلت مع عبادات کثیرہ
من الکتب الفقہیۃ۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ ض مذکورہ فی السؤال حروف یعنی ظ اور

”د“ دونوں سے ایک مستقل حرف ہے ان سے بالکل ممتاز اور علیحدہ ہے نہ ض کو ظ مجھے پڑھ سکتے ہیں نہ دال مہملہ جو عداً ض مجھ کی جگہ ظ مجھے یا دال مہملہ پڑھے تو اس کی نماز یقیناً فاسد اور امامت نادرست جس کی ایک عبارت تو شرح فقہ اکبر سے محیط کی منقول ہوئی۔ نیز علامہ علی قاری بحر سے ناقل ہیں :

لو ابدل ضاداً بظاء اگر عداً ض کو ظ سے بدلا تو صحیح
عامد ابطلت صلاتہ مذہب کی بنا پر اس کی نماز
علی الاصح لفساد المعنی باطل ہوگئی معنی فاسد ہونے
(منہج فکر یہ مصری ص ۱۷۷) کی وجہ سے۔

اور اسی طرح عالمگیری، طحاوی، شامی، شرح فقہ اکبر، منہج الروض، خزانة الاكمل وغیرہ کتب میں مصرح ہے اس وقت کے دعوے داران علم تجوید کا یہی حکم ہے کہ یہ بالقصد ض کو ظ پڑھتے ہیں اور اگر خطا یا وصف قدرت براہ لغزش غلطی سے ض کی جگہ ظ یا ”د“ پڑھی تو اس کا حکم ہر جگہ ایک نہیں جہاں جہاں معنی متغیر ہو جائیں نماز فاسد ہو جائیگی اور جہاں متغیر نہ ہوں فاسد نہ ہوگی غیر لفظی میں ض کو ظ یا ”د“ پڑھنے میں معنی فاسد ہوتے ہیں لہذا نماز فاسد ہو جائے گی اور دال الضالین میں ض کو ظ یا ”د“ پڑھنے میں معنی فاسد نہیں ہوتے تو نماز بھی فاسد نہ ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری فتاویٰ قاضی خاں سے ناقل ہیں :

ان قرأ غیر المغضوب کو ظ یا دال اگر غیر المغضوب کو ظ یا دال
بالظاء او بالذال تفسد سے پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی
صلاتہ ولا الضالین اور ولا الضالین کو ظ مجھ یا
بالظاء المعجمة والذال دال مہملہ سے پڑھا تو نماز فاسد
المہملۃ لا تفسد ولو نہ ہوئی اور اگر ذال مجھ
بالذال المعجمة تفسد سے پڑھا تو نماز فاسد
(از منہج فکر یہ شرح جزیرہ مصری ص ۱۷۷) ہوگئی۔

لہذا نماز تو غیر المغضوب ہی پر اگر اس کو ظ یا دال سے پڑھا فاسد ہو جائے گی ولا الضالین تو نماز کے باہر پڑھے گا اب چاہے اس کو ظ سے پڑھے یا دال سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب :-
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
کتبت المتوسل بن عبد النبی الافضل

المدعو بمحمد اجل بن الشاہ محمد اکمل
الحقہا اللہ عز وجل بجزیرہ الاول
مفتی مدرسہ اہلسنت اجل العلوم
فی بلدہ سنہل

تصدیق مفتی دیوبند

حامداً و مصلیاً اما بعد ! احقر نے رسالہ ہذا علاوہ مقدمات کے تمام مطالعہ کیا اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اپنے موضوع میں بینظیر رسالہ ہے خصوصاً حرف ضاد کی تحقیق بالکل افراط و تفریط سے پاک ہے اور نہایت بہتر تحقیق ہے مولف علامہ نے متقدمین کی رائے کو اختیار فرما کر ان تمام صورتوں میں فساد صلوٰۃ کا حکم دیا ہے جن میں تغیر فاحش معنی میں ہو جاتا ہے اس بارہ میں احقر کا خیال تبعاً للاکابر یہ ہے کہ اپنے عمل میں تو متقدمین ہی کے قول کو اختیار کرنا چاہیے۔
کتبہ: احقر محمد شفیع غفرلہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

یوپی۔ (ہند)

نوٹ :- حضرت اجل العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ مبارک رسالہ مع تصدیق مفتی دیوبند مطبوعہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند امداد الفتین حصہ ہشتم میں طبع شدہ موجود ہے۔

مسئلہ : از موضع مرزا پور چوہاری ضلع پرتاب گڑھ (ادوہ) یوپی
مرسلہ: سید اطہر حسین :-

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام و قراء عظام اس سوال کے جواب میں کہ **قُلْ اَلَا الضَّالِّينَ**، کو مخرج بالدا ل سے **ذَالِیْن** یا **ذَوَالِیْن** پُر کے ساتھ یا **ظَالِیْن** یا **زَالِیْن** یا **ذَالِیْن** پڑھنا چاہیے۔ اس کا صحیح مخرج کیا ہے ضاد کس سے مشابہ ہے کیا اختلاف ہے ترجیح کس کو ہے کن صورتوں میں نماز فاسد ہوتی ہے کن صورتوں میں نہیں مفصل تحریر فرمائیے۔

الجواب

ضاد کا مخرج زبان کی بائیں جانب جب بالائی دائروں سے متصل ہو کر دراز ہو یہ آسان ہے۔ اور دہنی جانب سے اسی طرح کچھ دشوار ہے۔ مخ فکریہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر صلا میں ہے **تخویم الضاد من طرف اللسان مستطيلة الى ما على الائناس من الجانب الایسر وهو الایسر والاكثر ومن الایمن وهو الیسر العسیر**۔ اور **دَالٌ، ذَالٌ، ظَا، زَا** کے مخرج جدا جدا ہیں تو ضاد کو ان میں سے کسی مخرج سے نکالنا سخت غلطی اور تحریف فی القرآن ہے۔ ضاد بقول بعض مشابہ بہ ظا ہے۔ لیکن مشابہت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضاد کو عین ظا پڑھا جائے اور ان کے تنایر وضعی، تباہ، صوت طبعی۔ اور امتیاز صفت خاص اور مخصوص کیفیات ادا سب کو میٹ دیا جائے اور ضاد کو بالکل ہم آواز ظا پڑھا جائے جیسا کہ چند متجددین زمانہ کی عادت ہے بلکہ جب ضاد کو

اس کے مخرج اور تمام صفات کی رعایت کے ساتھ ادا کیا جائے گا تو اس کی دال - ذال ظا کی آوازوں سے ممتاز آواز ہے۔ کماحقہ فی قنونا الاجلیۃ اب باقی رہا اس کا حکم تو اگر یہ بدلنا جان بوجہ کر بالقصد والا اختیار ہے تو کفر ہے چنانچہ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ۱۵۲ میں محیط سے ناقل ہیں :

سئل الامام الفضل عن
یقرأ الظاء المعجمة مكان
الضاد المعجمة او یقرأ اصحا
الجنة مكان اصحاب النصارى
او على العکس فقال لا تجوز
امامته ولو تعدد يكفر
ہو جائے گا۔

اور اگر ناواقفی سے ہو بالقصد نہ ہو یا بر بنائے لغزش ہو تو جہاں معنی متغیر ہو جائیں گے نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں چنانچہ علی قاری قنونی قاضی خاں سے ناقل ہیں :

ان قوا غیر المغضوب
بالظاء او بالذال تفسد
صلاته ولا الضالین بالظاء
المعجمة والذال المهملة
لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد
اگر غیر المغضوب کو ظ یا دال سے پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی اور لا الضالین کو ظ یا دال سے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر ذال سے پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی۔

لہذا نماز تو غیر المغضوب ہی پر اگر اس کو ظ یا دال سے پڑھا فاسد ہو جائے گی ولا الضالین تو نماز کے باہر پڑھے گا۔ ہذا ملخص رسالتنا اللتی صنف فی تحقیق الضاد فمن ادا التحقیق فلیوہم الیہا فیجد فیہا ابجاثا نفیسة۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتب ہذا فی ۱۵ جمادی الاخری ۱۳۳۵

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زید کہتا ہے کہ نماز میں ولا الضالین وغیرہ موقعوں پر ضاد پڑھے اور غلط نہ پڑھے تو نماز باطل ہو جائے گی اور پڑھے والا گمراہ ہے لہذا زید دوسرے شرع شریف یہ بتایا جائے کہ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور زید کا کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

زید کا قول غلط اور باطل ہے اور اپنی لاعلمی سے اس نے مسئلہ بالکل الٹ دیا ہے شرعی مسئلہ تو یہ ہے کہ جس نے قصداً و عمدتاً ظ کو ظ سے بدل دیا تو صحیح مذہب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو گئی چنانچہ ملا علی قاری بحر سے ناقل ہیں : لو ابدل ضادا بظاء عمداً بطلت صلاته علی الاصح لفساد المعنی (منح مکرمہ مصری ۳۳) بلکہ اس کو عمدتاً بدلنے والا نہ فقط خاطی بلکہ کافر ہے۔ محیط میں ہے : سئل الامام الفضل عن یقرأ الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة او على العکس : فقال لا تجوز امامته ولو تعدد يكفر۔ (شرح فقہ اکبر مصری ۱۵۲)

ان عبارات سے زید کے قول کا غلط باطل ہونا ظاہر ہو گیا نیز زید کا لغو
تقریحات فقہ و منکر حکم شرع ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ : مرسلہ قاری محمد حسن عثمانی قادری سنبھلی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
حرف ضاد بمعہ مشابہ بالذال ہے یا بالظلام و جس وقت اس کو اس کے
مخرج سے مع جمیع صفات ادا کیا جائے تو اس کی صوت کسی حرف سے مشابہ
ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو کس حرف کے ساتھ نیز جو شخص اس کو صحیح ادا
کر سکتا ہے تو اس کو عوام کے کہنے پر کسی اور حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا
درست ہے یا نہیں۔ (دواد، ذواد، زواد، ظاد وغیرہ) دریں صورت
عمداً غلط پڑھنے والا خطی و محرف کہلائے گا یا نہیں۔ نیز اس کی اقتدارت
ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ضاد و ظا میں فرق کرنا نہایت دشوار ہے۔

ہما متشابہان فی الصوت والسمع۔ : امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں : فرق درمیان ضاد و ظا بجا آورد و اگر نتواند روا باشد۔ تفسیر غزیری
میں ہے : فرق درمیان ضاد و ظا بسیار مشکل است خوانندگان این دیار
ہر دو را یکساں بکارند نہ در مقام ضاد و ضادی شود و نہ در مقام ظا و ظا۔

قاضی خاں میں ہے : ولو قل الظالمین بالظاء لو بالذال لا تفسد
صلاتهم ولو قل الذالمین تفسد۔ سوال کی ہر صورت کو مد نظر
رکھتے ہوئے مع دلائل کتب فقہ و تجوید جو اب مفصل تحریر فرمایا جاوے

المجواد

الحمد لله وكفى۔ والصلاة والسلام على من اصطفى۔ وعلى
الصلوة وصحبه وعلى كل من اجتنبی۔ اما بعد۔ ض۔ ظ۔ ان میں ہر
ایک کا مخرج علیحدہ و جدا گانہ ہے تو ان میں پہلا فرق و امتیاز من حیث
المخرج ہوا جو ہر ایک کے امتیاز صوت طبعی کو مستلزم ہے۔ دوسرا فرق
من حیث الصفات ہے تو ض۔ اور ذ میں تو پانچ صفات کا فرق ہے یعنی
ض۔ رخوہ، مستعلیہ، مطبقہ، مستطیلہ غیر قلقلہ ہے۔ اور ذ۔ ان کی اضداد
شدیدہ، مستقلہ، منفقہ، قصیرہ، قلقلہ ہے۔ اور ض۔ و ظ۔ میں چار صفات
میں شرکت ہے۔ وہ رخوہ، مستعلیہ، مطبقہ، مصغہ ہیں اور ایک صفت
استطالت کی بنا پر ض۔ ظا سے ممتاز و جدا ہے تو ض۔ کو ان ہر دو وظوہ سے
من حیث المخرج اور من حیث الصفات ہر طرح کا امتیاز اور فرق حاصل
ہوا۔ لہذا اب ان حروف میں تباہین ذاتی و صفاتی دونوں ہیں تو یہ ان کے درمیان
افتراق فی الصوت کو یقیناً مستلزم ہے کہ مشابہت فی الصوت یا تو اتحاد
مخرج کی بنا پر ہوتا ہے جیسے ط، ت میں۔ یا تقارب فی المخرج کی بنا پر۔
جیسے ظ، ز میں یا مشارکت فی الصفات کی بنا پر جیسے س، ش میں۔ اور
ض، ظ، ذ میں نہ تو اتحاد مخرج ہی ہے نہ تقارب خارج نہ مشارکت فی
الصفات تو ان میں مشابہت تامہ فی الصوت کہاں سے آئے گی۔ لہذا
ان کے درمیان مشابہت تامہ کے تو اسباب ہی نہیں پائے گئے۔ اب رہی

مشابہت ناقصہ تو وہ اگر ض کو ظ سے مشارکت فی بعض الصفات ہونے کی بنا پر ہے تو ض کو د سے باعتبار مخرج کے ظ سے زیادہ قرب اور مشابہت فی بعض الصفات کی بنا پر بھی ہے کہ ض اور د مجبورہ مصمتہ ہونے میں شریک ہیں تو جس ض کو ظ سے مشابہت ناقصہ ہے اسی طرح ض کو د سے بھی مشابہت ناقصہ ہے اسی بنا پر قاضی خاں کی یہ عبارت ہے :
 لو قرأ یلبسون ثیاباً خذاً وبالذال او بالذال تفسد صلاته
 (قاضی خاں جلد اول مطبوعہ مصطفائی ص ۵۹) اسی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے :
 لو قرأ غیر المغضوب بالنظاء او بالذال تفسد صلاته
 ولو قرأ الظالمین بالنظاء او بالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الدالین بالذال تفسد صلاته ولو قرأ ونخل طلعه اھضم قرأ بالنظاء او بالذال تفسد صلاته (فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مطبوعہ مصطفائی ص ۵۸) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ ض کہیں ظ یا د سے تبدیل کا باعث وہی ان کی ض سے مشابہت ناقصہ ہی تو ہے تو ض کے لئے جیسی مشابہت ناقصہ ظ سے ہے ایسی ہی اس کو مشابہت ناقصہ د سے بھی ہے اور جب ض کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات و شرائط کے ادا کیا جائے گا تو اس کی صوت طبعی ان ہر دو ظ اور د کی آوازوں سے ممتاز اور جدا ہوگی ظ یا د کی مشابہت ناقصہ سے ض کی اصل آواز مٹ نہیں جائے گی۔ اور ض عین ظ یا عین د نہیں بن جائے گا۔ اور ض کا ان دونوں سے تباین ذاتی اور تغایر فی بعض الصفات فنا ہو کر اتحاد

ذات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مشتبہ الصوت حروف کی ادائیگی میں جس طرح ہر سامع ان کے درمیان بین فرق و امتیاز کر لیتا ہے اسی طرح ض کو ظ، د میں ممتاز فرق کا ہونا ضروری ہے جو شخص ض کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنا ضروری ہے عوام کی وجہ سے کسی حرف کا بدلنا ہرگز جائز نہیں۔ اور جیسا کرے گا یقیناً محرف اور غیر کہلائے گا۔ شرح جزری میں ہے : فلو ابدل ضاذاً بنظاء عامداً بطلت صلاته علی الاصح۔

(منہج فکریہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر ص ۳۳) اور جب اس کی نماز ہی باطل ہے تو اس کی اقتدا کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ض اور ظ میں فرق کو نا نہایت دشوار ہے تو کیا دشوار ہونے کی بنا پر ان کے ذاتی فرق کو میٹ دیا جائے گا ہرگز نہیں۔ بلکہ علامہ جزری اسی تمیز کو حکم دیتے ہیں جزریہ میں ہے : والضاد باستطالة ومخرج۔ میزنم النظاء وکلہما تجب۔ شرح جزری ہندی میں اس شعر کا ترجمہ و شرح اس طرح کرتے ہیں : اور ضاد مجملہ کو ساتھ صفت استطالت کے اور ساتھ مخرج۔ یعنی ضاد استطالت کی صفت میں اور مخرج میں اکیلا ہے اس صفت اور اس مخرج کا کوئی حرف نہیں سوا اس ضاد کو ہمیشہ تمیز یعنی فرق کر اور جدا کر ظا کہ مجملہ سے تاکہ مشابہ ظا کے نہ ہو جائے (شرح جزری ہندی مطبع مجیدی کانپور ص ۳۹) اسی بنا پر علامہ ملا علی قاری نے اسکی شرح میں فرمایا : لما کان تمييزه عن النظاء مشکلاً بالنسبة الى غيره امور النظم بتمييزه عنه لفظاً۔ (منہج فکریہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر ص ۳۳)

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ ان کے فرق کا دشوار ہونا ہی ان کے درمیان فرق اور تمیز کا سبب بنا اور اس کے لئے خصوصیت سے حکم دیا گیا اور ض کو ظ کی شاہد ہوتی سے بچایا گیا عبارت ہما متشابہان فی الصوت والسمع۔ نہ اس کا کوئی حوالہ دیا نہ قائل کا نام بتایا تو اس پر کیا توجہ کی جائے مع ہذا اس مشابہت سے مراد شاہدیت ناقصہ ہے نہ کہ مشابہت تامہ۔ اور قول امام غزالی کا یہ مطلب ہے کہ ان کے درمیان فرق کرنے میں امکانی سعی کی جائے اگر کسی مجبوری یا لغزش لسانی سے فرق نہ ہو سکا تو اس کی صحت نماز کا حکم دیدیا جائے۔ عبارت تفسیر عزیزی کا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب لوگوں کی غلطی بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے ضاد اور ظاء کو یکساں کر لیا ہے اور ان کے ذاتی فرق اور طبعی امتیاز صوت کو میٹ دیا ہے۔ نہ یہ کہ شاہ صاحب ان ہر دو کو یکساں پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں اور ان کے شرعی ذاتی فرق اور طبعی امتیاز صوت کو میٹ کر رہے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی طرف ایسے خلاف شرع حکم کی کیسے نسبت کی جاسکتی ہے۔ عبارت قاضی خاں کا جواب یہ ہے کہ ضالین کو ظ یا ذال سے بدل کر پڑھنے میں تغیر معنی نہیں ہوا اس لئے نماز فاسد نہیں۔ اور ضالین کو ذ سے پڑھنے میں تغیر معنی لازم آتا ہے اس بنا پر نماز فاسد ہو گئی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ض کو ظ یا ذ تو پڑھ سکتے ہیں اور ذ نہیں پڑھ سکتے ورنہ اس سے پہلا مسئلہ غلط ہو جائے گا کہ اس میں غیر المغضوب میں ض کو ظ یا ذ ہر ایک سے بدلنے پر فساد نماز کا حکم دیا ہے۔

بات وہی ہے کہ چوں کہ اس میں ہر ایک کے بدلنے میں تغیر معنی ہوتا ہے تو فساد نماز کا حکم دیا گیا اور ظ اور ذ کا ایک ہی حکم ہو گیا بحمدہ تعالیٰ اس سوال کا مکمل جواب دیدیا گیا مولیٰ تعالیٰ قبول حق کی توفیق دے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۵ رذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

مسئلہ : میونسپل بورڈ سنبھل ضلع مراد آباد یوپی مرسلہ ممتاز علی محافظ دفتر میونسپلٹی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غیر المغضوب کے بجائے غیر المغضوب پڑھنا کیسا ہے اور اس طرح پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔
الجواب

غیر المغضوب میں ضاد کی جگہ ظا پڑھنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے چنانچہ (کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۷۴) میں ہے : اما اذ قرأ امکان الذال المعجمة ظاء معجمة اوقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة اوعلى القلب مثال الاول اما لو قرأ قلظ الاعین مکان تلذ ومباظر امکان ذرأ ومثال الثانی المغضوب مکان المغضوب ومثال الثالث طعف الحیلوة مکان ضعف الحیلوة ففسد صلاته وعليه ای علی القول بالفساد اکثر الائمة۔ خلاصہ مطلب ان عبارات کا ہمارے مسئلہ کے متعلق یہ ہے کہ

کی جگہ ضد زبان کی کروٹیں داڑھوں پر لگا کر پڑھا۔ یہی صفحہ دوسری جگہ : لا تجوز الصلاة بدون التجويد۔ تو نماز جائز نہیں بسبب خلاف تجوید کے۔ تفسیر حقانی جلد آٹھ ص ۱۵۵ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :
 ف : صاحب کشف کہتے ہیں : واقتان الفصل بین الظاء والصاد واجب : کہ ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ص اور ظ میں اکثر عجم فرق نہیں کرتے حالانکہ ان کے مخرج جدا جدا ہیں۔ ظ کا گناہ زبان اور اگلے دانتوں کی جڑ سے نکلتی ہے اور ضاد دانتیں یا بابتیں داڑھ سے اور زبان کی جڑ سے۔ ایک جگہ دوسرا پڑھنا ایسا ہے کہ جیسا دال کی جگہ جیم اور ت کی جگہ شین۔ اس میں مولانا عبدالحی صاحب نے صاف تبدیل حروف لکھا ہے۔

الاجزاء

زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ جب بالائی داڑھوں سے متصل ہو تو یہ مخرج ضاد ہے اور ص کے ادا کرتے وقت زبان کی کروٹ کا تالو کی طرف اٹھنا۔ اور مخرج یرقوی اعتماد کرنا۔ اور مخرج لام تک استطالت کرنا ضروری ہے نیز اس کے ادا کے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ زبان اگلے دانتوں پر ہرگز نہ لگے اور نوک زبان سے کام نہ لیا جائے اور شان شدت پیدا نہ ہو جائے۔ اور اس کے اطباق میں کوئی کمی اور قصور نہ ہونے پائے اور زبان کی نوک جب شنایا علیا کے کنارے سے متصل ہو جائے تو مخرج ظ ہے۔ اس کے ادا کرتے وقت صرف

نوک زبان سے کام لینا اور نوک زبان کا شنایا علیا کے کنارے پر لگنا۔ اور اس کا زبان کی کروٹ اور تالو سے بے تعلق ہونا اور استطالت سے دور رکھنا ضروری ہے تو یہ بطریق تجوید ظ کے صحیح پڑھنے کا طریقہ ہے۔ پھر قرآن میں بالحد تبدیل حرف کر دینے۔ اور بالقصد ضاد کو ظا پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

رد المحتار جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۳۳ میں ہے :

ان تعمد ذلك تفسد یعنی اگر بالقصد تبدیل حرف کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۳۳ میں ہے :

قرأ الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة او على القلب مثال المغضوب کی جگہ مغضوب پڑھا اور ضعف مکان المغضوب و ضعف الحيوة مكان ضعف الحيوة تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی ففسد صلوته وعلى القول بالفساد اكثر الائمة کے قائل ہیں۔

اسی کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۳۹ میں ہے :

وليس في القرآن غير المغضوب یعنی قرآن میں غیر المغضوب ظا اور ذال سے نہیں اس سے

المعجمین تفسداً اذ
لیس الہما معنی - نماز فاسد ہو جائے گی کہ ان
کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں مطبع مصطفائی جلد اول ص ۱۶۹ میں ہے :

ولو قرأ والعادیات طبعاً
بالباء تفسد صلاته و
کذا الوقرأ غیر المغلوب
بالباء او بالذال تفسد
صلاته ولسوف یعطیک
ربک فتویٰ قویاً فتویٰ
بالباء تفسد صلاته -

پھر جس نے بالقصد تبدیل حرف کی اور عمداً ضاد کو ظا سے بدلا تو وہ
کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ محیط کی عبارت سوال میں شرح فقہ اکبر سے منقول
ہے۔ نیز فتاویٰ عالمگیری مطبع حمیدی کانپور جلد ثانی ص ۲۸۸ میں ہے :

سئل عن یقراء الزاء
مقام الضاد وقرأ اصحاب
الجنة مقام اصحاب النار
قال لا تجوز امامته ولو
تعمد یکفر - یعنی امام فضلی سے سوال کیا گیا کہ
جس نے زاء کو ضاد کی جگہ پڑھا
یا اصحاب النار کی اصحاب الجنۃ پڑھا
تو فرمایا اس کی امامت جائز نہیں
اور اگر عمداً ایسا کیا تو وہ کافر
ہو گیا۔

توان کثیر عبارات سے یہ ثابت ہو گیا کہ حرف کا قصداً بدلنا نماز کو
فاسد کر دیتا ہے اور عمداً بدلنے والا کافر ہو جاتا ہے تو جس نے عمداً
بالقصد ضاد کو ظا سے بدلا۔ اور اس پر یہ ڈھٹائی کہ منع کرنے پر بھی
اس نے نہیں مانا۔ یہاں تک کہ اس بدلے ہوئے کو ہی صحیح جانا تو بلا
شک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ اس کی نماز تو غیر المغلوب ہی
پر فاسد ہو جائے گی۔ اب وہ ولا الظالین تو نماز سے باہر ہو کر پڑھ گیا
پھر جب وہ اس قدر دلیر ہے کہ منع کرنے پر بھی باز نہیں آتا اور غلط
کو صحیح جانتا ہے تو وہ کافر بھی ہو گیا۔ اس پر توبہ واستغفار واجب ہے
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

مسئلہ : از عملہ گنج مراد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ
میں کہ حرف ضاد مجھے مشابہ دال ہے یا ظ کے اور جس وقت
اس کے مخرج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس
کی آواز کسی حرف کے مشابہ ہوگی یا نہیں اگر کسی سے مشابہ
ہو تو کس حرف سے مشابہ ہوگی اور جو شخص اس کو صحیح صحیح
ادا کر سکتا ہے تو اس کو نورم جہاں کے کہنے سے غلط کسی
حروف سے بدل کر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ دریں صورت

عَدَا غَلَطٌ پڑھنے والا غلطی فی الدین اور محرف فی القرآن
کہلائے گا یا نہیں۔ نیز ایسے شخص کی اقتدا کرنا درست ہے
یا نہیں۔ سوال کی ہر صورت کو مفصل کتب فقہ و تجوید سے
تحریر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نحمدہ و نستعینہ و نتوکل علیہ و نصلی و نسلم
علی حبیبہ و افضلہ و سلمہ سید الانبیاء و علی آلہ و اصحابہ
اجمعین۔ اس زمانہ میں ایک شرفِ ذمہ قلیلہ اور فرقہ متفرقہ ہے
کے فساد کی راہیں چلتا اور مسلمانوں میں فرقہ اندازی کی بنیادی
ڈالتا رہتا ہے۔ دن رات ایسے ہی تراش خراش اس کا پیشہ
و شیوہ ہے۔ یہ فرقہ و بابیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کو
نئی بات نکالنے میں مزہ آتا ہے۔ یہ فرقہ حق کو ظاہر ہوتا ہے اور
اسی پر اصرار کرتا ہے باوجودیکہ ایسے شخص کی امامت ناجائز اور
قصداً حق کو ظاہر نہ کرے۔ محیط برہانی میں ہے :

سئل الامام الفضل
عن یقظا المعجۃ
مکان الصاد المعجۃ او
علی العکس فقال لا تجوز لانا
ولو تعدد یکفر و شرح فقہ الحرمی

یعنی امام فضلی رحمۃ اللہ علیہ سے
اس شخص کا حکم دریافت کیا گیا
جو حق کی جگہ ظیافہ کی جگہ حق پڑھتا
ہے فرمایا اس کی امامت جائز نہیں
اور اگر قصداً کیا کافر ہو جائیگا۔

منح الروض الازہری ہے :

کون تعدد کفر
اس کے اس قصد کا کفر ہونا
محل کلام نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں حق کے عداً پڑھنے کو کفر لکھا ہے :

سئل عن یقظا الزاء
مقام الصاد و قس اصحاب
الجنة مقام اصحاب
النار قال لا تجوز امامتہ
ولو تعدد یکفر

یعنی اس شخص کا حکم پوچھا گیا جو
حق کی جگہ پڑھے اور اصحاب
الجنة کی جگہ اصحاب النار فرمایا
اس کی امامت جائز نہیں اور
اگر قصد کیا تو کافر ہو جائے گا۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۸ مطبوعہ بیروت)

لہذا وہ فرقہ جو حق کو قصداً ظاہر نہ کرے ان عبارات میں اپنا
حکم تلاش کر لے اور خدا سے ڈرے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے
کہ حق کا مخرج احد الحافیتین کا اتصال ایک جانب کے اضراس سے
ہے۔ اور ظاہر کا ثناء علیا۔ چنانچہ جزیریہ مطبوعہ مصر میں ہے :

والصاد من حافظہ اذولیا
(من فکرہ شرح جزیریہ مصری ص ۱۸)

نیز اسی جزیریہ میں ہے :

والظاء والذال وثال للعلیا
(من فکرہ شرح جزیریہ مصری ص ۱۸)

تو معلوم ہوا کہ ظا کا مخرج جدا ہے اور حق کا جدا۔ پھر حق مستطیل

ہے اور ظا مستطیلہ نہیں باوجود اس کے فرق نکرنا جہل ہے۔
جزیرہ میں ہے :

والضاد باستطالة ومخرج مبرز من الظاء وكلها تہجی

شرح جزری ہندی میں اس شعر کی شرح یوں کرتے ہیں : اور

ضاد بمعجمہ کو ساتھ صفت استطالت کے اور ساتھ مخرج۔ یعنی ضاد

استطالت کی صفت میں اور مخرج میں اکیلا ہے اس صفت اور اس

مخرج کا کوئی حرف نہیں سو کہ ضاد کو ہمیشہ تمیز یعنی فرق کر اور جدا کر ظاہر معجمہ

سے تاکہ مشابہ ظاہر کے نہ ہو جاوے (شرح جزری ہندی مطبع

مجیدی ۳۹) بالجملہ اشتباہ صوت کی بحث اس کو مفید نہیں یہ اس کا

ایک جیلہ ہے جس سے عوام جہاں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ سامعہ کا

ادراک اور چیز اور حرف کا کسی انداز پر ادا ہونا اور بات۔

حائے حطی ہائے ہوز سے مشتبہ الصوت ہے مگر عوام کا سامعہ اس میں

فرق ظاہر پاتا ہے تو اشتباہ صوت کا جیلہ کر کے احمد اللہ کی جگہ الحمد للہ

پڑھنا تحریف قرآن ہے ایسے ہی غیر المغضوب کو غیر المغضوب پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ المعتمد بیدیل سید کل نبی و مرسل

العبید محمد اجل غفرلہ اللہ عزوجل

مفتی مدرسہ السنۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبل

مرکزی مدرستہ اہل العلوم سنہیل

۱۳۴۴ھ میں قائم ہوا۔ جس سے اب تک کثیر علماء، حفاظ، مبلغ، مفتی، مناظر، خطیب، قرار اور امام پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس ادارہ کی دینی و علمی خدمات قابلِ فراموشی نہیں، بالخصوص اس دور میں ایسے مدارس دینیہ کے حفظ و بقا کی بڑی ضرورت ہے۔ جن کا انحصار محض اہل خیر حضرات کی امداد و اعانت پر ہے۔

لہذا اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، چرم قربانی نیز ہر قسم کی اعانت سے اس دارالعلوم کو تقویت پہنچا کر ثوابِ عظیم کے مستحق ہوں اور اپنے حلقہٴ اثر میں بھی اہل خیر حضرات کو امداد کی ترغیب دے کر اجرِ جہیل کے حقدار ہوں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔
دُعا

محمد اختصاصاً صلی اللہ علیہ وسلم

ناظم اعلیٰ و متولی مرکزی مدرستہ اہل العلوم سنہیل ضلع مراد آباد

یو۔ پی۔ (اسنہیل)